قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (ال عمران: 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 14 دسمبر 2019ء | 16 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 1 | شمارہ: 2

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۵﴾

(المومنون: 2تا5)

ترجمہ: یقیناً مومن کامیاب ہوگئے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔اور وہ جو لغو باتوں سے اِعراض کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو زکوٰۃ (کا حق) ادا کرنے والے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ”دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہوگیا“ ایک بار پھر بڑی شان و شوکت کے ساتھ پورا ہوگیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء فرما دیا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں الفضل کے آن لائن ایڈیشن کے اجراء کا اعلان فرمایا

ضروری امور کے ساتھ پوری دنیا کے احمدی احباب کو اس کی ویب سائیٹ کا تعارف بھی کرایا

(لندن ۔مانیٹرنگ ڈیسک۔راجہ برہان احمد نامہ نگار ۔13دسمبر2019ء)

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نےآج مؤرخہ 13دسمبر 2019ءبروز جمعۃ المبارک خطبہ جمعہ ،نماز جمعہ و عصر کی نماز کی امامت فرمانے کے بعد اپنے دستِ مبارک سے مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ میں روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء فرمادیا ۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ”دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا “ایک مرتبہ پھر شان و شوکت کے ساتھ پورا ہوا۔ الحمد للہ علی ذلك

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں اس تاریخی اخبار کے اجراء کا اعلان کرتےہوئے فرمایا:

”اس وقت میں ایک تو یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ روزنامہ الفضل کی ویب سائٹ ہم نے شروع کی ہے اور اس کے بارے میں اعلان کروں گا...الفضل کے 106سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل کے آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہورہا ہے اور یہ اخبار الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18جون1913ء کو شروع فرمایا تھا۔قیام پاکستان کے بعد کچھ عرصہ

باقی صفحہ 3 پر

اداریہ

”قارئین الفضل میری والدہ کو الفضل پڑھتے ہوئے دعاؤں میں یادرکھیں“

(حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ)

1913ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جب الفضل جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت جماعت کی مالی پوزیشن اتنی مستحکم نہ تھی اور نہ ہی اتنا سرمایہ تھا کہ جس سے اخبار جاری کیا جاسکے۔حضرت مصلح موعودؓ آغاز میں تو اپنی جیب سے اس اخبار کے لئے خرچ کرتے رہے پھر حضرت نصرت جہاں بیگم (حضرت اماں جان) نے اس اخبار کی اشاعت کے لئے ایک زمین کا قطعہ پیش فرمایا۔بعد ازاں حضرت مصلح موعودؓ کی اہلیہِ حضرت ام ناصر(محمودہ بیگم) نے اپنی اور اپنی بیٹی حضرت سیدہ ناصرہ بیگم کی طرف سے سونے کے دوکڑے اشاعت الفضل کے لئے پیش فرمائے۔

اور یوں ابتدائی طور پر الفضل کو چلانے میں درج ذیل اشخاص اور خواتین نے اس میں حصہ لیا۔

1. حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ(خلیفۃ المسیح الاولؓ)
2. حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (خلیفۃ المسیح الثانی)
3. حضرت نصرت جہا ں بیگمؓ (اماں جان)
4. حضرت سیدہ محمودہ بیگمؓ (ام ناصر)
5. حضرت سیدہ ناصرہ بیگم والدہ ماجدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الاٰخرۃواولادھم

تاریخ احمدیت میں درج ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ان دونوں کڑوں جو حضرت ام ناصر اور حضرت سیدہ ناصرہ بیگم کے تھے۔ کو لاہور میں اس زمانہ میں پونے پانچ سوروپے میں فروخت کر کے اخبار الفضل کے اجراءکی مد میں استعمال فرمائے تھے اور آج 106 سال مکمل ہونے کے بعد اس پر خلوص اور بابرکت رقم سے الفضل باوجود شدید مخالفتوں،مشکلات اور رکاوٹوں کے ایک تناور درخت بن گیا ہے اور روزنامہ کے ساتھ ساتھ اس کا ایک ایڈیشن 1993ء سے لندن سے الفضل انٹرنیشنل کے نام سے روحانی پیاس بجھارہا ہے۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ الفضل کی آبیاری خلفاء سلسلہ کی طرف سے ہوتی رہی ہے اور ہورہی ہے اور آئندہ بھی ہوتی رہے گی لیکن ایک اور زاویہ سے دیکھیں تو ایک حیران کن تجزیہ سامنے آتا ہے ۔

ایک موعود مسیح اور ان کی شعائر اللہ میں شامل بیگم حضرت اماں جان کے موعودبیٹے اور خلیفہ کی بیگم حضرت محمودہ بیگم صاحبہ المعروف حضرت اُم ناصر کی کوکھ سے جنم لینے والا خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد اور پھر حضرت ناصرہ بیگم کی گود مبارک سے پرورش پانے والا ایک مبارک و مقدس خلیفہ ”وہ بادشاہ آیا“ اور ”اِنِّی مَعَکَ یَا مَسۡرُوۡد“ کا مصداق حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس اید ہ اللہ تعالیٰ کی شفقتوں،عنایتوں اور توجہ و نگرانی کے نتیجہ میں الفضل نئے اور تاریخی دور میں داخل ہورہا ہے ۔گویا الفضل تین خلفاء کی گود سے پرورش پاتا ہوا آج ایک تناور درخت بن گیا ہے اور مورخہ 13دسمبر 2019ء سے تاریخ الفضل میں پہلی بار اس کے Online روزنامہ ایڈیشن کا آغاز لندن سے ہوچکا ہے ۔

ادارہ اس مبارک موقع پر اپنے پیارےامام حضرت مرزا مسرور احمد جن کی مکمل رہنمائی میں اس علمی،اخلاقی اور روحانی پودے کی ایک نئی شاخ وجود میں آئی ہے دل کی گہرائیوں سے کارکنان، قارئین، مضمون نگاروں اور شعراء کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور حضور کے توسط سے جماعت احمدیہ عالمگیر کو بھی مبارک باد عرض کرتا ہے ۔اس درخواست کے ساتھ کہ درج بالا تمام مبارک وجودوں اور روحوں کو اپنی دعاؤں میں خصوصی طور پر یادرکھیں جن کی دن رات کی محنت،مالی معاونت اور دعاؤں سے یہ ننھا منا پوداپھلدار اور سایہ دار درخت یعنی پورا اخبار بن چکا ہے اورآج ساری دنیا میں پڑھا جاتا ہے ۔

ہمارے موجودہ پیارے امام نے احباب جماعت بالخصوص قارئین الفضل سے دودفعہ اپنی والدہ ماجدہ کے لئے دعا کی درخواست کی ہے ۔آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات پر مورخہ 5۔اگست 2011ء کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

”قارئین الفضل حضرت مصلح موعو دؓ کی اس پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے ہوئے دعاؤں میں یادرکھیں کہ الفضل کے اجراء میں گو بےشک شعور رکھتے ہوئے تو نہیں لیکن اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ نے بھی حصہ لیا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کی دعائیں ہمیشہ ہمیں پہنچتی رہیں“

اور اب قارئین الفضل کو Online پرچہ جاری ہونے پر جو تاریخی پیغام عطا فرمایا ہے اس میں بھی فرمایا۔

”قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنھا کو اور حضرت مصلح موعودؓ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یاد رکھیں۔“

اس اداریہ میں حضرت سیدہ ناصرہ بیگم کی چند خوبیوں کا ذکر کر کے ان کی مغفرت کے لئے دعا کی یاددہانی کروانامقصود تھی۔ مگر قلم نے ایک نیا رخ اختیار کر کے ان کے حق میں دعا کی یاددہانی کروادی ہے۔ آپ کی سیرت پر تو ایک مضمون شامل ہوچکا ہے اور حضرت صاحب کے خطبہ جمعہ سے کچھ اخبار کا حصہ ہے یہ سلسلہ تو اب چلے گا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔اسے پڑھ کر ”قارئین اپنی اس روحانی والدہ کو اپنی دعاؤں میں جگہ دیں جو خوش قسمت آپ کے مزار کے قریب ہیں ان پر تو لازم ہے کہ وہ اس اداریہ کو پڑھ کر مزار پر حاضر ہوں اور دعائے خیر کریں۔ اور دنیا میں بسنے والے باقی احمدی اپنی اپنی جگہ نمازوں اور نوافل میں مرحومہ آپا سیدہ ناصرہ بیگم کے لئے دعائیں کرتے رہیں بلکہ جس صبح اخبار الفضل ملے اس کی پیشانی پر نظر ڈالتے ہی مرحومہ کو دعا دیں اور روزنامہ الفضل کے پنپنے ،پھیلنے اور اس کی روحانی، علمی اوراخلاقی ،تربیتی ترقی کے لئے بھی دعا کریں۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَنَا اَجمَعِین۔

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے پچاسویں جلسہ سالانہ پر حضور انور کا پیغام

رضائے الٰہی کا حصول

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ تنزانیہ کے موقع پر اپنے خصوصی پیغام میں فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ہمیں عطا کردہ نعمتوں اور برکتوں میں سے ایک عظیم نعمت یہ اجتماع ہے جسے ہم جلسہ سالانہ کا نام دیتے ہیں۔ اس اجتماع سے ہمیں اپنے روحانی اور اخلاقی معیار بلند کرنے، اپنے دلوں کو صاف کرنے، اپنے علم کو بڑھانے اور اسی طرح حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کا منفرد موقع ملتا ہے جس سے ہم تقویٰ میں ترقی کرتے ہیں۔

اس لیے ہر ایک فرد جو اس جلسہ میں شامل ہورہا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت یہ بات ذہن نشیں رکھے کہ جلسہ کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ اورجلسہ میں شامل ہونے کے لیے آپ کی خالص نیت ہو ۔آپ جلسہ میں شامل ہوکر تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کریں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کے حقوق اداکرنے کی کوشش کریں۔ اگر یہ سوچ نہیں تو جلسہ میں شامل ہونا بالکل بے فائدہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیوں کو نیک رویہ دکھانے اور اعمال صالحہ بجالانے کی طرف توجہ دلانے کے لیے دنیا کے کونے کونے میں ہمارے جلسے منعقد ہورہے ہیں ۔ ایک خاص روحانی ماحول ہمارے لیے بنایا جاتا ہے تاکہ ہمارے ہر ایک عمل سے خدا تعالیٰ کی رضا ظاہر ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیے حضر ت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا:

”یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے خالص بندے صرف وہی لوگ ہیں جن کے بارہ میں خود فرماتا ہے:

لَا تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ

نہ تجارت اور نہ ہی خرید و فروخت انہیں اللہ کے ذکر سے پھیر سکتی ہے۔(النور : 38)

اس لیے اللہ کو خوب یاد کرو اور جلسہ کی کارروائی کے دوران ، وقفہ میں اور رات کو دعائیں کرو۔ ایک پختہ عہد باندھو کہ ”اے اللہ! ہم نیک نیتی کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہورہے ہیں جس کا قیام تیری خاص تائید و منشاء کے موافق ہوا ہے۔ ہم تیری رضا حاصل کرنے، بکثرت تیرا ذکر کرنے اور تیری محبت حاصل کرنے کے لیے اس جلسہ میں شامل ہورہے ہیں۔ ہمیں ان تمام برکتوں میں سے حصہ دے جو تو نے اس جلسہ کے ساتھ رکھی ہوئی ہیں اور ہم میں وہ پاک تبدیلی پیدا کر جو تو چاہتا ہے، جس کے لیے تو نے حضرت رسول کریم ﷺ کے عاشق صادق کو اس دنیا میں بھیجا تا کہ ہم صدقِ دل کے ساتھ اس کے عہدِ بیعت میں شامل ہوسکیں۔“

جلسہ کے ان تین دنوں کے بعد آپ کو دنیاوی معاملات کی طرف لوٹنا ہوگا۔ تاہم، جلسہ میں شامل ہونا آپ کے لئے تب ہی فائدہ مند ہوسکتا ہے اگر دین کو دنیا پر مقدم کرتے چلے جائیں گے۔ ہر حال میں دین کو ترجیح دینی ہوگی اور ہمیشہ یہ یاد رکھنا ہوگا کہ ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے احمدیت کی، حضرت مسیح موعودؑ کی اور اسلام کی عزت ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے جلسہ کو بے شمار کامیابیوں سے نوازے اور آپ سب کو اس کی کارروائی سے مکمل طور پر فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیعت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطافرمائے ، آپ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے مطیع و فرمانبردار رہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی لائے جو نیکی، تقویٰ اور اسلام اور بنی نوع انسان کی خدمت میں بڑھانے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

بقیہ از صفحہ 1۔ الفضل آن لائن کا اجراء

لاہور سے شائع ہوتا رہا پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے آن لائن ایڈیشن کا اجراء13دسمبر2019ءسے ہورہا ہے،آج سے انشاء اللہ آغاز ہو جائے گا۔جو انٹرنیٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہوگا۔اس کی ویب سائٹalfazlonline.orgتیار ہوچکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس میں دستیاب ہے۔

یہاں ہماری مرکزی ٹیم جو ہے آئی ٹی کی انہوں نے بڑا کام کیا ہے اس کے اوپر۔اس میں الفضل کی اہمیت و افادیت کے حوالہ سے بہت کچھ موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی اور فرمان رسولؐ کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور کچھ جو عام مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔

یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹویٹر(Twitter)پر بھی موجود ہے اور Android کا ایپ بھی بن گیا ہے۔اردو پڑھنے والے احباب کو اس سے استفادہ کرنا چاہئے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات اپنی قلمی معاونت بھی کریں اس کے لئے۔تاکہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارے کی پی ڈی ایف کی شکل میں image فائل بھی موجود ہوگی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ download بھی کیا جاسکے گا جو پرنٹ کی شکل میں چاہیں نکال کر پڑھ سکتے ہیں بہر حال آج اس کا انشاءاللہ آغاز ہوجائے گا۔اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے شائع کیا جائے گا اورتازہ خطبہ کا خلاصہ بیان ہوجائے گاتو انشاء اللہ جمعہ کے بعد اس کا افتتاح ہوجائے گا۔“

کی علمی سطح میں اضافہ کا موجب ہوں گے ۔ پسندیدہ اور مقبول مضامین کے لئے بھی اس میں خاص جگہ مقرر کی گئی ہے۔ سب سے بڑھ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کے اجراء کے موقع پر محبت بھرا بصیرت افروز پیغام بھی موجود ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے ۔ قارئین اس سے استفادہ فرمائیں۔ ویب سائیٹ کا اصل تعارف تو احباب اس کو ملاحظہ کرکے ہی حاصل کر سکیں گے مگر تعارف کے طور پر صرف اتنا لکھنا ضروری ہے کہ پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اس کو تیار کیا گیا ہے تاکہ دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود مرد و زن اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے چھوٹے اور بڑے احمدی اس سے بھر پور استفادہ کر سکیں ۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے الفضل کے پہلے پرچہ میں دعائیں کرتے ہوئے تحریر فرمایا :

”اے میرے مولا ! لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کراور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ (الفضل 18جون1913ء)

ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کے ذریعے بانی الفضل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول فرمائے گا اور الفضل کا فیض کروڑوں لوگوں تک وسیع فرمادے گا۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل لندن آن لائن نے اس تاریخی اور خوشی کے موقع پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ”دنیا بھر میں بسنے والے احمدی احباب کے لئے یہ ایک پُرسعادت وقت ہے ۔ادارہ الفضل لندن آن لائن کی پوری ٹیم مبارک باد کی مستحق ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ میں روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے اجراء کا مسجد مبارک ٹلفورڈ میں اعلان اور اس کی ویب سائٹ کا تعارف بیان فرما رہے ہیں

اخبار الفضل کا آغازآج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعودرضی اللہ عنہ نے دعاؤں کے ساتھ قادیان سے 18جون 1913ء کو فرمایا تھا اور اب خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں برصغیر کے اس قدیم اردو اخبار روزنامہ الفضل کا لندن سے آن لائن آغاز ہوا ہے ۔اخبار کی ویب سائٹ درج ذیل ہے۔

www.alfazlonline.org

ایک لمبے عرصہ سے مکرم عبد الودود انچارج مرکزی شعبہ آئی ٹی لندن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور رہنمائی کی روشنی میں اپنی پوری ٹیم کے ساتھ جدید تقاضوں کے مطابق ویب سائٹ بنائی ہے ۔اس ویب سائیٹ پر روزانہ کے شمارہ جات pdfکی شکل میں موجود ہوں گے ۔اس خوبصورت ویب سائٹ میں فرمان رسول ﷺ کے تحت احادیث نبویہؐ، حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم کے تحت ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ، فرمان خلیفہ وقت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ بتازہ قیمتی اور پُر معارف ارشادات اور اس کے علاوہ خلفاء سلسلہ کے پُر اثر اور علمی ارشادات بھی اس ویب سائٹ کا حصہ ہوں گے۔ ایڈیٹر کے قلم سے نکلا ہوا اچھوتے عنوان پر مشتمل اداریہ ہر جمعۃ المبارک کو آن لائن ہوگا۔اخلاقی ، تربیتی، علمی ، ادبی اور تحقیقی موضوعات والے مضامین اور خبریں بھی قارئین

اکناف عالم کے احمدیوں کو بہت بہت مبارک باد۔احباب کرام اس تاریخی جریدہ کو روزانہ کی بنیاد پر آن لائن پڑھیں اور دیگر احمدی احباب کو بھی پڑھنے کی تلقین کریں۔نیز قلمکار اور شعراء اپنے مضامین، آرٹیکلز اور نظمیں اور قارئین اپنی آراء درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھجوائیں۔

info@alfazlonline.org

انہوں نے مزید کہا: میں یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں جس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے الفضل آن لائن کے تعارف میں فرمایا کہ اس کا androidایپ بھی بن گیا ہے احباب اس کے ایپ کو اپنے موبائلز میں ڈاؤن لوڈ کر کے استفادہ کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ روزنامہ الفضل لندن کا یہ آن لائن ایڈیشن پوری دنیا میں بسنے والے احمدیوں کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ حضرت مصلح موعودؓ اور خلفاء کرام کی الفضل کے لئے دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئےالفضل کو ترقیات کی نئی سے نئی منازل عطا فرماتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کے لئے حقیقی سلطانِ نصیر کا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آمین

****

الفضل کا کام ہے کہ وہ سلسلہ کی خبریں مہیا کرنے میں زیادہ مستعدی سے کام لے

مضامین کے متعلق میں نے توجہ دلائی ہے کہ ان میں تنوّع ہونا چاہیے۔سارا اخبار دینی مضامین سے نہیں بھرنا چاہیے

میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ مضامین میں تنوّع پیدا کرو۔ علمی اور تاریخی مضامین لکھو، مختلف عناوین پر مختصر نوٹ لکھو اسی طرح تعلیمی، صنعتی، مذہبی اور اقتصادی مضامین لکھو، مختلف اقوام میں جو رسوم پائی جاتی ہیں ان پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالو، غیر مذاہب کے حالات لکھو، دلچسپ خبریں شائع کرو اور ان کے دوران میں مذہبی مضامین بھی لکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری کونین شکر میں لپٹی ہوئی ہوگی اور ہر کوئی شوق سے اسے کھانے کے لئے تیار رہے گا

میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے اخبارات خریدیں اور کوشش کریں کہ ان کا مذاق علمی ہو جائے

میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ سلسلہ کے اخبارات نہیں خریدتے ان کے بچے احمدیت کی تعلیم سے بالکل ناواقف رہتے ہیں

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بصیرت افروز خطاب فرمودہ 27، دسمبر 1938ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان کا دوسرا حصہ

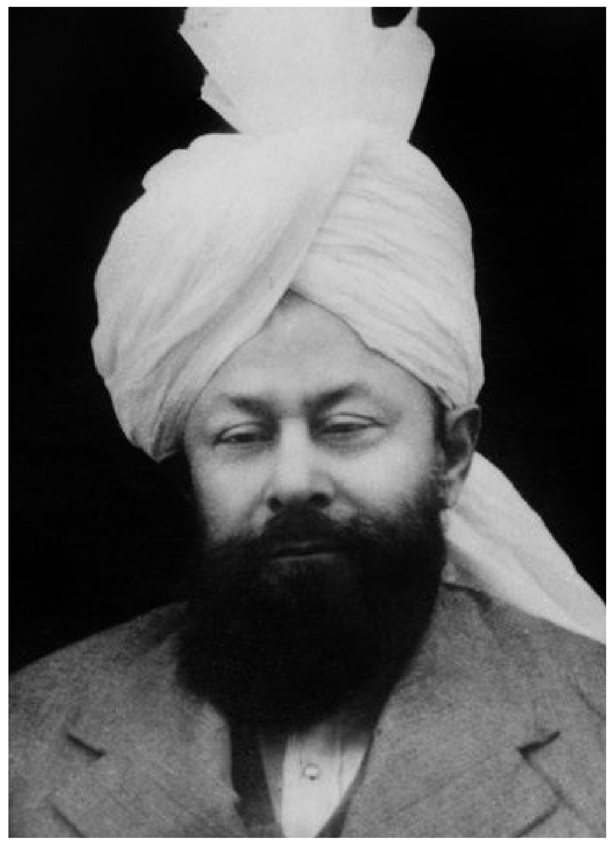

حضرت مصلح موعودؓ اپنے خطاب میں فرماتے ہیں۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اخبار ’’الفضل‘‘ کو چلانے میں عملہ پر بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے اور چونکہ وہ صدرانجمن احمدیہ کے ماتحت ہے اس لئے صدرانجمن احمدیہ پر بھی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں نے متواتر توجہ دلائی ہے کہ آج کل تجارتی زمانہ ہے اور اخبار کو تجارتی لائنوں پر چلانا چاہئے۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے بار بار توجہ دلائی ہے اخبار چلانے کے لئے تجارتی رنگ اختیار نہیں کیا جاتا اور میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جب تک تجارتی لائن اختیار نہیں کی جائے گی اس وقت تک اخبار والوں کو کامیابی نہیں ہو گی۔ میں نے یورپ کے اخبار نویسوں کو دیکھا ہے۔ ان کو خبریں جمع کرنے کی اتنی حرص ہوتی ہے کہ بسااوقات جن کا معاملہ ہوتا ہے انہیں اتنی خبر نہیں ہوتی جتنی اخبار والوں کو ہوتی ہے۔ وہ بے شک بعض دفعہ جب ان کی قوم کا فائدہ ہو تو جھوٹ بھی بول لیتے ہیں مگر بِالعموم سچائی سے کام لیتے ہیں اور خبریں جمع کرنے کیلئے انتہائی جدوجہد کرتے ہیں۔

میں جب ولایت گیا تو باوجودیکہ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے پھر بھی ہر اخبار کا نمائندہ ہمارے پاس آتا اور کُرید کُرید کر ہم سے حالات پوچھتا۔ہم برائٹن گئے تو اس وقت اخبار کے نمائندے ہمارے ساتھ تھے۔ پیرس گئے تو وہاں موجود تھے۔ غرض دن رات ان اخبارات کے ایڈیٹر ہمارے حالات معلوم کرنے کے لئے پھرتے رہتے اور وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہوتے بلکہ وہ ہمارے اخبار کے ایڈیٹروں سے دس دس بیس بیس گنا زیادہ تنخواہ لینے والے ہوتے ہیں۔

اسی طرح الفضل کا بھی کام ہے کہ وہ سلسلہ کی خبریں مہیا کرنے میں زیادہ مستعدی سے کام لے۔ پھر میں جو خطبے پڑھتا ہوں اگر ان خطبوں کو ذہانت سے پڑھا جاتا ہو تو ہر شخص جانتا ہو گا کہ ہمیشہ میرا ایک خطبہ لمبا ہوتا ہے اور ایک چھوٹا ہوتا ہے۔ جس طرح باری کا بخار ایک روز زیادہ زور سے چڑھتا ہے اور ایک روز کم ہو جاتا ہے اسی طرح ہمیشہ میرا ایک خطبہ لمبا ہوگااور ایک چھوٹا۔ اگر پہلے کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی تو وہ اب جا کر ’’الفضل‘‘ کی فائل کھول کر دیکھ لے۔ ہمیشہ اسے یہی دکھائی دے گا کہ میرا ایک خطبہ لمبا ہے اور ایک چھوٹا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک زودنویس تو میرا خطبہ صحیح طور پر لکھتا ہے اور ایک زود نویس ایسا ہے جو میرے الفاظ چھوڑتا چلا جاتا ہے اور کبھی مکمل خطبہ نہیں لکھتا۔ دوست اگر چاہیں تو اب واپسی پر اپنے گھروں میں جا کر مقابلہ کر لیں ہمیشہ دو خطبوں میں انہیں نمایاں فرق نظر آئے گا اور باقاعدہ ایک خطبہ لمبا ہوگا اور ایک چھوٹا بلکہ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے جس خطبہ پر میں نے دس منٹ کم خرچ کئے ہوتے ہیں وہ لمبا ہوتا ہے اور جس خطبہ پر میں نے زیادہ وقت صرف کیا ہوتا ہے وہ چھوٹا ہوتا ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک خطبہ نویس ایسا ہے جسے لکھنے کی قابلیت نہیں۔ ہر شخص زود نویس نہیں ہو سکتا ممکن ہے وہ ایڈیٹر ہو مگر زود نویس نہ ہو۔ مگر باوجودیکہ میں سالہا سال سے اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کوئی توجہ نہیں کی جاتی اور ہر پانچویں چھٹے خطبہ پر مجھے اس قسم کے نوٹ لکھنے پڑتے ہیں کہ خطبہ یہاں سے حذف ہو گیا ہے، یا یہ بات اپنے پاس سے لکھ دی گئی ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ لازمی طور پر ان کا خریداری پر اثر پڑتا ہے۔ میں نے اپنا تجربہ اس وقت دوستوں کو بتا دیا ہے ممکن ہے باہر کی جماعتوں کو اس کا علم نہ ہو لیکن اگر وہ چاہیں تو اب گزشتہ خطبے نکال کر دیکھ سکتے ہیں۔ بغیر کسی فرق کے برابر ایک خطبہ لمبا ہوگا اور ایک چھوٹا۔ ممکن ہے کوئی ایک خطبہ ایسا بھی نکل آئے جو اس مختصر نویسی کے زمانہ میں میں نے خاص طور پر بہت زیادہ لمبا دیا ہو اور وہ چھوٹا دکھائی نہ دے لیکن عام طور پر باقاعدہ میرا ایک خطبہ بڑا ہوتا ہے اور ایک چھوٹا۔ یہی بے توجہی باقی کاموں میں بھی ہے حالانکہ روزانہ اخبار تبھی چل سکتے ہیں جب وہ روزانہ ضرورتوں کو مہیا کریں۔ اسی طرح مضامین کے متعلق میں نے متواتر توجہ دلائی ہے کہ ان میں تنوع ہونا چاہئے اور سارا اخبار ہی دینی مضامین سے نہیں بھرنا چاہئے مگر اس طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر ہم سارا دن نمازیں نہیں پڑھتے رہتے بلکہ اور بھی بیسیوں کام کرتے ہیں تو سارے اخبار میں دینی مضامین ہی اگر ہوں تو وہ کب لوگوں کے لئے دلچسپی کا موجب بن سکتے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی دیکھ لو اس میں صرف خدا اور اس کے رسولوں کا ہی ذکر نہیں بلکہ کہیں پانیوں کا ذکر ہے، کہیں بادلوں کا ذکر ہے، کہیں ہواؤں کا ذکر ہے، کہیں زمین کی حرکتوں کا ذکر ہے، کہیں حیوانات کا ذکر ہے، کہیں لڑائیوں کا ذکر ہے، کہیں سیاسیات کا ذکر ہے ۔غرض مختلف قسم کے اذکار اس میں پائے جاتے ہیں مگر کیا الفضل قرآن سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے کہ اگر وہ علمی اور تاریخی اور اقتصادی اور صنعتی مضامین لکھے تو اس کی زبان صاف نہیں رہے گی۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ مضامین میں تنوع پیدا کرو۔ علمی اور تاریخی مضامین لکھو، مختلف عنوانات پر مختصر

نوٹ لکھو ۔اسی طرح تعلیمی، صنعتی، مذہبی اور اقتصادی مضامین لکھو، مختلف اقوام میں جو رسوم پائی جاتی ہیں ان پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالو، غیر مذاہب کے حالات لکھو، دلچسپ خبریں شائع کرو اور ان کے دَوران میں مذہبی مضامین بھی لکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری کونین شکر میں لپٹی ہوئی ہوگی اور ہر کوئی شوق سے اسے کھانے کے لئے تیار رہے گا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے ایک دو دفعہ نہیں بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے اور متواتر توجہ دلائی ہے کبھی میرے توجہ دلانے کے مطابق عمل نہیں ہوتا۔ میں نے یہ توجہ براہِ راست عملہ کو بھی دلائی ہے اور بڑوں کو بھی اس طرف متوجہ کیا ہے مگر ہمیشہ ”مرغ کی ایک ٹانگ والا“ معاملہ رہتا ہے۔ کوئی ہشتہ ہی نہیں کرتا کہ اس مرغ کی دوسری ٹانگ نکلے۔ میں تو سمجھا ہی سکتا تھا سو میں نے چھوٹوں کو بھی سمجھا دیا اور بڑوں کو بھی سمجھا دیا۔ میں نے افسروں کو بھی کہا کہ اگر ان تجاویز پر عمل نہیں ہوگا تو ہشتہ ہی کر دو۔ مگر افسر ہیں کہ انہیں ہشتہ کرنا بھی نہیں آتا حالانکہ یہ اخبار یقیناً ایسا دلچسپ بنایا جا سکتا ہے کہ باوجود روزانہ ہونے کے اور باوجود دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے ہماری دنیوی ضرورتوں کو بھی پورا کر سکتا ہے بلکہ میں تو اس بات کا قائل ہوں کہ اگر ”الفضل“ والے ہمت کریں تو روزانہ خبریں بھی مہیا کر سکتے ہیں مگر اس کے لئے پوری محنت کی ضرورت ہے۔

درحقیقت روزانہ اخبار کا کام بہت بڑا کام ہوتا ہے اور اسے وہی شخص برداشت کر سکتا ہے جو زندگی کی تمام لذتوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یورپ کے اخبار والوں کو تو کام کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ انہیں دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے گویا وہ پاگل ہیں۔ میں جب ولایت گیا تو میں نے چاہا کہ ایک مشہور اخبار نویس سے ملوں۔ میں نے اپنے اس ارادہ کا ایک دوست سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ مسٹر میکڈانلڈوزیراعظم برطانیہ کے ساتھ آپ آسانی سے ملاقات کر سکتے ہیں لیکن اس اخبار نویس سے آپ کا ملاقات کرنا مشکل ہے کیونکہ بعض دفعہ کئی کئی مہینے لوگ اس کی شکل نہیں دیکھتے۔ وہ جسے ہماری پنجابی میں ”مچ مارنا“ کہتے ہیں وہ اخبار نویس کی حالت ہوتی ہے اور اس کے لئے بہت بڑی محنت اور بہت بڑی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُسے کسی خبر کے سنتے ہی منٹوں میں یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اور اس کی نظر کو ایک ایک خبر پر یوں تیرتے چلے جانا چاہئے جیسے بحری جانور سمندر کی لہروں پر اپنا سر اٹھاتے چلے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پچھلے دو تین سال سے الفضل کے مضامین میں کچھ تنوع پایا جاتا ہے مگر اس میں زیادہ تر کچھ مجلس انصارِ سلطانُ القلم کا دخل ہے جو میاں بشیر احمد صاحب نے بنائی تھی اور کچھ اس میں میر محمد اسماعیل صاحب کے مضامین کا حصہ ہے۔ چنانچہ چند دن ہوئے مجھے ایک شدید متکبر عالم کا خط آیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ اب ایک دو سال سے یہ اخبار دلچسپ ہو گیا ہے اور اس کے مضامین میں کسی حد تک تنوع پیدا ہو گیا ہے۔ مگر پھر بھی جس حد تک اسے بڑھایا جا سکتا اور اس کے ذریعہ اپنی جماعت کو دوسرے اخبارات سے مستغنی کیا جا سکتا ہے وہ بات ابھی اس میں پیدا نہیں ہوئی۔ اشتہارات کے متعلق بھی میں دیکھتا ہوں کہ پوری توجہ نہیں کی جاتی حالانکہ اس سے بھی اخبار کو بہت کچھ مدد ملتی ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ صحیح ذریعہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ دنیا کی ہر اخبار کو اچھے اشتہار مل جاتے ہیں مگر ہمارے الفضل میں سوائے مخصوص امراض کی دوائیوں کے اور کوئی اشتہار ہی نہیں ہوتا گویا تمام لوگ دنیا میں اب انہی بیماریوں کے ہی مریض ہیں۔ میں تو اس سے اتنا تنگ آ گیا ہوں کہ اب میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ ایسا کوئی اشتہار اخبار میں چھپنے نہیں دوں گا۔ چنانچہ آج میں اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے ہمارے اخبار میں اس قسم کا کوئی اشتہار نہیں نکلنا چاہئے۔ دنیا میں بیماریوں کی کمی نہیں، کئی ایسی بیماریاں ہیں جو نہایت خطرناک ہوتی ہیں اگر ان بیماریوں کے متعلق اپنی مجرب دوائی لوگوں کے سامنے پیش کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس قسم کی مخصوص بیماریوں کے متعلق ہی کوئی اشتہار دینا ہو تو یہ لکھا جا سکتا ہے کہ ہمارے ہاں ہر قسم کی دوائیں تیار ہیں ضرورت مند فہرست منگوا کر دیکھ لیں۔ یورپین اخبارات میں بھی یہی طریق ہوتا ہے۔ وہ صرف اتنا لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے ہاں بعض چیزیں دایہ گری وغیرہ کے متعلق ہیں جو لوگ تفصیل معلوم کرنا چاہیں وہ خط لکھ کر ہم سے فہرست منگوا لیں۔ پھر جب انہیں کوئی خط لکھتا ہے تو وہ فہرست بھیج دیتے ہیں۔ اسی رنگ میں ہمارے اخبار میں بھی اس قسم کے اشتہارات شائع ہونے چاہئیں اور انہیں صرف یہ لکھ دینا چاہئے کہ ہمارے ہاں ہر قسم کی ادویات موجود ہیں دوستوں کو چاہئے کہ وہ ہم سے فہرست منگوا لیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ایسی دوائیاں ہمیشہ ہسٹیریا والے منگوایا کرتے ہیں اور ان کے لئے کسی لمبے چوڑے اشتہار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف اتنا لکھنا ہی ان کے لئے کافی ہوتا ہے کہ ایک مسیحا پیدا ہو گیا ہے اس سے دوائی منگوا کر تجربہ کرو۔ ایسے لوگوں کو سچے مسیح کا ماننا تو مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر انہیں کہہ دیا جائے کہ فلاں مسیحائے وقت ہے جس کی دوائیں بڑی زود اثر ہیں تو وہ فوراً اس کی طرف خط لکھ دیں گے۔ پس اس قسم کا مزاج رکھنے والوں کیلئے کسی اشتہار کی ضرورت نہیں ایک اشارہ ہی کافی ہے وہ فوراً فہرست منگوالیں گے اور مشتہرین کی ادویات بِک جائیں گی لیکن میں نہیں سمجھتا دنیا میں یہی ایک مرض رہ گیا ہے جس کے علاج کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ بہتیرے ایسے امراض ہیں جن میں اکثر لوگ مبتلا رہتے ہیں اور جن کے صحیح علاج کے وہ واقعی محتاج ہوتے ہیں مگر صحیح علاج انہیں میسر نہیں آتا۔ ہمارے ملک میں کھانسی کی عام شکایت پائی جاتی ہے، اسی طرح سل دِق ایک عام مرض ہے جو ہندوستان میں پایا جاتا ہے، اسی طرح انتڑیوں کے کئی امراض ہیں جن میں لوگ مبتلا رہتے ہیں، بواسیر ایک ایسا مرض ہے جس کے کثرت سے مریض ہمارے ملک میں پائے جاتے ہیں بلکہ میں نے ڈاکٹروں سے سنا ہے وہ کہتے ہیں ہندوستان میں ساٹھ فیصدی بواسیر کے مریض ہیں۔ اسی طرح کثرت سے مرض پیچش کے مریض ہمارے ہاں نظر آتے ہیں۔ چونکہ گھی لوگوں کو کم ملتا ہے اس لئے ان کی انتڑیوں میں چکنائی نہیں رہتی جس کی وجہ سے انتڑیوں میں مستقل طور پر خراش پیدا ہو جاتی ہے اور پیچش کا مرض مزمن صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ کام کی کثرت کی وجہ سے امراض مزمن ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ سُستی اور غفلت کی وجہ سے یعنی یا تو ایسا ہوتا ہے کہ بیماری محسوس بھی ہوتی ہے مگر چونکہ کام کی کثرت ہوتی ہے اس لئے انسان بیماری کی طرف توجہ نہیں کرتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیماری جڑ پکڑ جاتی ہے اور یا پھر سُستی کی وجہ سے انسان مرض کو بڑھا لیتا ہے۔ تیمار دار سرہانے بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے دوائی پی لو مگر مریض ہے کہ دوائی پینے کا نام ہی نہیں لیتا بہرحال کسی نہ کسی وجہ سے امراض مزمن ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسی امراض کے مجرب علاج دنیا کو بتلائے جائیں تو یقینا اس میں لوگوں کا فائدہ ہے۔ اسی طرح دانتوں کی کئی بیماریاں ہیں، جگر کی کئی بیماریاں ہیں، طحال کی کئی بیماریاں ہیں ان امراض کے اگر مجرب نسخے شائع کئے جائیں اور کسی مفید دوائی کا اشتہار بھی دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔ اسی طرح صنعت و حرفت کی کئی چیزیں ہیں جن کے اشتہارات الفضل میں شائع ہو سکتے ہیں مگر وہ چیزیں جن کا اشتہار لوگوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے اس طرف تو توجہ نہیں کی جاتی اور مخصوص امراض کی دوائیوں کے اشتہارات دھڑا دھڑ شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح عدالتوں کے اشتہارات بھی مل سکتے ہیں بشرطیکہ یہ لوگ وہ طریق اختیار کریں جو اخبار نویس اختیار کیا کرتے ہیں۔

ہمارامقابلہ اس وقت کسی ایک قوم یا ایک ملک سے نہیں بلکہ ساری دنیا سے ہے اس لئے ہمیں ہمیشہ یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ عیسائی کیا کر رہے ہیں، یہودی کیا کر رہے ہیں اور کس رنگ میں وہ اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ کی تیاری کر رہے ہیں تا جماعت ان مفاسد کی اصلاح کرتی رہے جو ان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر اس کے لئے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ روزانہ اخبارات کا مطالعہ کیا جائے اور ان میں سے ایسی خبریں نکال کر جلد سے جلد جماعت کے سامنے رکھی جائیں تا جماعت کو اپنے فرائض کا احساس رہے۔ اگر ”الفضل“ والے ان ہدایات کے مطابق کام کریں اور محنت اور توجہ سے کام لیں تو نہ صرف اخبار دلچسپ ہو جائے گا بلکہ جماعت کے دوستوں میں بھی مسابقت کی روح پیدا ہو جائے اور وہ کوشش کرتے رہیں کہ دوسری قوموں سے بڑھ کر رہیں۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے اخبارات خریدیں اور کوشش کریں کہ ان کا مذاق علمی ہو جائے۔ میں نے دیکھا ہے جو لوگ سلسلہ کے اخبارات نہیں خریدتے ان کے بچے احمدیت کی تعلیم سے بالکل ناواقف رہتے ہیں۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ اخبارات اور رسالے ضرور خریدیں بلکہ جو اَن پڑھ ہیں وہ بھی لیں اور کسی پڑھے لکھے سے روزانہ تھوڑا تھوڑا سنتے رہا کریں تا کہ ان کی علمی ترقی ہو اور سلسلہ کے حالات سے وہ باخبر رہیں۔“

(الفضل 16 نومبر 1960ء)

تحریر :ابوسعید

روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) ایک طائرانہ نظر میں

اخبار الفضل دنیائے اردو صحافت میں مسلسل شائع ہونے والا برصغیر کا قدیم ترین اخبار کہلاتا ہے۔ جو خداتعالیٰ کے فضل سے اب اپنے 106سال پورے کر رہا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولولہ انگیز قیادت اور رہنمائی میں روزنامہ الفضل کا لندن سے آن لائن ایڈیشن شروع کیا جا رہا ہے۔

اس تاریخی اخبار کی بنیاد 2مقدس خلفاء کے ہاتھوں سے رکھی گئی۔اور آنے والے خلفاء نے ازراہ شفقت اس کو اپنے خونِ جگر سے سینچا اور پروان چڑھایا اور اس کی ایک صدی سے زیادہ کی عمر محض ان خلفاء کی دعاؤں اور برکتوں سے عبارت ہے۔ الفضل ایک فضل ہے جو سیدنامحمود کے ذریعہ 18جون 1913ء کو عالم احمدیت پر نور الدین کی دعاؤں کے جلو میں ظاہر ہوا۔ اور خلافت احمدیہ کی روشنی اور اس کی برکات کو دنیا بھر میں ظاہر کرتا رہا۔ یہ خلافت احمدیہ کا پروانہ، اس کے ہاتھ کا پروردہ اور مہرہ اور اس کا بگل ہے۔

الفضل خلافت احمدیہ کی 100سالہ تجلیات اور جماعت کی والہانہ عقیدت کا آئینہ دار ہے، اس کا ہر صفحہ اس دوطرفہ محبت کے عطر سے پُر ہے۔

الفضل قادیان سے شروع ہوا اور لاہور سے ہوتا ہوا ربوہ پہنچا اور اب 106سال کے بعد خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں روزنامہ الفضل کے آن لائن ایڈیشن کا لندن سے اجراء ہو رہا ہے۔ اس مبارک اور تاریخی موقع پر ادارہ الفضل اپنے جان سے پیارے آقا و امامنا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اور احباب جماعت کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتاہے۔

روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کے اجراء پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محبت بھرا خصوصی پیغام عطا فرمایا (یہ بصیرت افروز خطاب گزشتہ شمارہ میں شامل کیا گیا ہے)حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اس کے آخر پر فرماتے ہیں ۔

”میری دعا ہے کہ الفضل ہمیشہ ترقی کی نئی سے نئی منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کے لئے ایک حقیقی سلطانِ نصیر کا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آمین“

اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی توقعات اور خواہشات پر ادارہ اور قارئین کو پورا اُترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رپورٹ :سعید الدین احمد۔لندن

انٹرنیشنل وقف نو ریفریشر کورس 2019ء

محض خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ وقف نو مرکزیہ کو پہلا انٹرنیشنل وقف نو ریفریشر کورس مورخہ 6تا8 دسمبر 2019ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر دنیا کے ایسے ممالک جہاں واقفین نو کی تعداد زیادہ ہے ، اُن سب کو شمولیت کے لئے خطوط بھیجے گئے۔ جس کے بعد 35 ممالک نے اس میں شمولیت کے لئے اپنے نیشنل سیکرٹریان و نمائندگان کے نام بھجوائے۔ 30 ممالک کی اس ریفریشر کورس میں شمولیت ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ تاریخوں پر یہ ریفریشر کورس جماعت احمدیہ کے نئے مرکز اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں موجود ایوان مسرور میں منعقد ہوا۔ تمام حاضرین کی رہائش کا انتظام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر حدیقۃ المہدی میں موجود گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تا کہ تمام حاضرین زیادہ سے زیادہ وقت حضور انور کے قریب گزار سکیں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اقتداء میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کر سکیں اور اس کے سفر کے حقیقی مقصد کو ادا کر سکیں۔ شاملین ریفریشر کورس کو آتے ہی وقف نو مرکزیہ کی طرف سے ایک BADGE بھی پیش کیا گیا جس پر وقف نو مرکزیہ کا لوگو چسپاں تھا اور یہ BADGE تقریباً تمام شاملین نے اپنے سوٹ پر چسپاں کر رکھا تھا۔ جس کو دیکھ کر انتہائی خوشی ہو رہی تھی اور ایک Symmetry کا بھی احساس ہو رہا تھا۔پروگرام کا باقاعدہ آغاز بروز جمعہ المبارک شام 5:15 بجے ہوا جس کی صدارت حضور انور کی ہدایت پر مکرم لقمان احمد کشور (انچارج وقف نو مرکزیہ) نے کی۔ اس سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم نور الدین صاحب کو ملی۔ بعد ازاں مکرم لقمان احمد کشور صاحب نے حضور انور کی طرف سے موصولہ ہدایات کو حاضرین کی خدمت میں پیش کیا۔اور توجہ دلائی کہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ حضور انور کی ان تمام نصائح پر عمل کرتے ہوئے واقفین نو کی راہنمائی و نگرانی کریں تا وہ سلسلہ کے لئے مؤثر وجود ثابت ہو سکیں۔ اس کے بعد سیکرٹریان کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں جوابات دئے گئے۔ پہلے دن کے اختتام پر شاملین کی خدمت میں لذیذ کھانا بھی پیش کیا گیا۔

پروگرام کے مطابق دوسرے روز مورخہ 7 دسمبر 2019ء کو صبح 10:15 بجے کارروائی کا آغاز ہوا۔کارروائی سے قبل شاملین کے لئے ایوان مسرور میں ہی ناشتہ کا انتظام کیا گیا۔کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جسکی سعادت مکرم عطاء الواحد رضوی کو ملی۔ آج کے روز کی پہلی تقریر مکرم انس رانا کی تھی جنہوں نے سیکرٹریان کو واقفین نو کی Career planning and Counselling پر قیمتی نصائح سے نوازا۔ اس روز کا دوسرا خطاب مکرم و محترم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر کا تھا جنہوں نے تمام شاملین کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیمتی و جامع نصائح پڑھ کر سنائیں اور اس بات پر اصرار دیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واقفین نو کی کس طرح ٹریننگ چاہتے ہیں۔ آپ کی تقریر کے بعد وقف نو مرکزیہ کے اسماعیل میگزین کے اردو ایڈیٹر مکرم فرخ راحیل و انگلش ایڈیٹر مکرم قاصد معین نے اپنی نصائح سے آگاہ کیاجن میں انہوں نے اسماعیل میگزین کے تعارف، اس کے حصول کا طریقہ اور دیگر ضروری چیزوں کے بارے بتایا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ واقفین نو کو کس طرح مصروف کیا جائے اور واقفین نو کس طرح اس سہ ماہی میگزین میں اپنے مضامین بھجوا سکتے ہیں۔ ان دونوں کی تقاریر کے بعد مکرم اطہر احمد باجوہ اسسٹنٹ مینیجر مریم میگزین نے مریم میگزین کی ایڈیٹر ان چیف مکرمہ زینوبیہ احمد کی طرف سے بھجا گیا ایک پیغام پڑھ کر سنایا ۔ آج کے دن اس پہلے سیشن کی تقاریر کے بعد تمام شاملین مسجد مبارک اسلام آباد میں نماز ظہر و عصر کے لئے ۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد شاملین کی خدمت میں دوپہر کا لذیذ کھانا پیش کیا گیا ۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دوپہر 2:30 بجے مکرم عبدالودود انچارج IT مرکزیہ و مکرم وقار احمد انچارج ڈیٹا بیس ڈیولپر وقف نو مرکزیہ نے Presentations پیش کیں اور بعد ازاں شاملین کی طرف سے پوچھے گئے آئی ٹی سے متعلقہ سوالات کے جواب دئے گئے۔ بعد ازاں نماز مغرب ادا کی گئی ۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد مکرم عابد خان ، انچارج پریس اینڈ میڈیا کے ساتھ ایک نشست تھی جس میں اُنہوں نے اپنی ڈائری تمام شاملین کے ساتھ شئیر کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور واقعات بھی پیش کئے اور سوالات کے جواب بھی دئے۔ اسی نشست کے اختتام پر وقف نو مرکزیہ کی طرف سے ایک گفٹ بیگ بھی تمام شاملین کی خدمت میں پیش کیا گیا جس میں وقف نو مرکزیہ کے میگزینز، پین، اور ایک کارڈ بھی شامل تھا جس پر وقف نو سیکرٹری کا نام درج تھا ۔ تمام شاملین نے اس تحفے کو بہت پسند کیا۔ اب حضور انور کے خطاب کا وقت نزدیک آرہا تھا جو کہ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ہونا تھا۔ اب تمام شاملین ایوان مسرور میں آگئے جہاں وقف نو مرکزیہ کی ٹیم، MTA کی ٹیم، ضیافت ٹیم و دیگر خدام انتہائی مستعدی کے ساتھ تمام انتظامات کرنے میں مصروف تھے۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایوان مسرور تشریف لائے اور اس نشست کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم نورالدین کو ملی۔ اس کے بعد مکرم لقمان احمد کشور نے ریفریشر کورس کی رپورٹ پیش کی اور بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے روح پرور خطاب فرمایا۔حضور انور کے خطاب کے بعد تمام شاملین نے حضور انور کے ساتھ عشائیہ تناول کیا۔ اس کے بعد ریفریشر کورس کے شاملین و وقف نو مرکزیہ کی ٹیم نے حضور انور کے ساتھ ایک گروپ فوٹو کی سعادت حاصل کی۔ پروگرام کے آخری دن مورخہ 8 دسمبر 2019ء کو شاملین کو حضور انور کی ہدایت پر جماعت کے فارنہم(Farnham) اور لنڈن میں موجود دفاتر اور بیت الفضل و بیت الفتوح کا دورہ بھی کروایا گیا۔ تمام شاملین نے اس ریفرشر کورس کو انتہائی مفید پایا۔ اللہ تعالیٰ اس ریفرشر کورس کے نیک نتائج دکھائے اور تمام واقفین نوکو اپنا وقف حقیقی رنگ میں ادا کرنے والا بنائے۔ آمین۔

فرخ شاد

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو حاصل ہونے والی تائیدات الٰہیہ اور قبولیت دعا کے نظارے

ہم پڑھتے اور سنتے آئے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آغاز سے ہی دو بیماریاں لاحق تھیں۔ سردرد اور کثرت پیشاب۔ اس کے علاوہ کئی دفعہ آپ شدید بیمار ہوئے۔ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ ایک دفعہ تو سورہ یٰس پڑھ دی گئی۔ مگر آپ زندہ رہے نہ صرف زندہ رہے بلکہ لمبی عمر پا کر بیشمار لوگوں کو روحانی زندگی کا تحفہ دیا اور کئی مخالفین کی ہلاکت پیشگوئیوں کے مطابق دیکھ کر اس دنیا سے طبعی موت کے ساتھ رخصت ہوئے۔ کیونکہ خداتعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ ’’تیری صحت کا ہم نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے‘‘

بالکل شفا تھی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں خود بیمار ہوگیایہاں تک کہ قرب اجل سمجھ کر تین مرتبہ مجھے سورہ یٰس سنائی گئی مگر خداتعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرما کر بغیر ذریعہ کسی دوا کے مجھے شفا بخشی اور جب میں صبح اٹھا تو بالکل شفا تھی ۔

(روحانی خزائن جلد22صفحہ 89،90بقیہ حاشیہ)

گمشدہ قوتیں واپس آگئیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف و تصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہوا تُرَدُّ اِلَیکَ... یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گمشدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہوگئی کہ میں ہر روز دو دو جزو نو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئ تالیف کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا۔

(روحانی خزائن جلد22صفحہ 319)

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اردو کلاس مورخہ 20 ستمبر 1998ء میں فرمایا:

حضرت مولاداد خان صاحب کی رجسٹر روایات میں ایک روایت درج ہے کہ میرے بھائی بہت بیمار تھے۔ ان کے بھائی غالباً اس وقت احمدی نہیں تھے۔ ان کو اسسٹنٹ سرجن بہاولپور کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے کہا کوئی علاج نہ کرواؤ خواہ مخواہ پیسہ برباد کر رہے ہو اس کی موت یقینی ہے اس لئے اگر تمہیں سرجن کہتے ہیں کہ ٹھیک کر دیں گے۔ بیوقوف بنارہے ہیں۔ میں ہمدردی سے کہہ رہا ہوں اس کو لے جاؤ اس نے مرنا ہی مرنا ہے۔ اس کی حالت دن بدن گرتی چلی گئی کچھ بھی نہ رہا بیچارہ۔ تب حضرت مسیح موعود کو خط لکھا اور اس میں لکھا کہ یہ حال ہوگیا ہے اب تو کسی قسم کی امید ہی نہیں رہی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جواباً تحریر فرمایا:

فکرمت کرو اللہ تعالیٰ مرِدوں کو زندہ کرسکتا ہے۔ ہم دعا کریں گے تم بھی دعا کرو ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس خط کے دوسرے دن میں نے دیکھا کہ ان کا تپ جاتا رہا۔ میں نے کہا اب آپ کا تپ نہیں رہا اور میں نے خود سہارا دے کر اٹھایا۔ تو بھائی صاحب نے کہا میرا سینہ جو جلتا تھا اب ٹھنڈا پڑ گیا ہے اس پر میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا تھا اور آپ نے جواباً تحریر فرمایا تھا یہ سن کر ان کے منہ سے نکلا۔

’’ھن نئیں مردا (اب نہیں مرے گا)‘‘

اس کے بعد پھر وہ احمدی ہوگئے بیعت کرلی اور پھر آخر تک پوری صحت رہی۔

حالت روبصحت ہوگئی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایسا اتفاق ہوا کہ نواب سردار محمد علی خان رئیس مالیرکوٹلہ کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہوگیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہوگئے۔ انہوں نے میری طرف دعا کے لئے التجا کی۔ میں نے اپنے بیت الدعا میں جا کر ان کے لئے دعا کی اور دعا کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اس وقت دعا کرنا عبث ہے۔ تب میں نے کہا کہ یاالٰہی اگر دعا قبول نہیں ہوتی تو میں شفاعت کرتا ہوں کہ میرے لئے اس کو اچھا کردے۔ یہ لفظ میرے منہ سے نکل گئے مگر بعد میں میں بہت نادم ہوا کہ ایسا میں نے کیوں کہا اور ساتھ ہی مجھے خداتعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی ... یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ میں اس وحی کو سن کر چپ ہوگیا اور ابھی ایک منٹ نہیں گزرا ہوگا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ ... یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی اور بعد میں پھر میں نے دعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعا خالی نہیں جائے گی۔ چنانچہ اسی دن بلکہ اسی وقت لڑکے کی حالت روبصحت ہوگئی گویا وہ قبر میں سے نکلا... میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس قسم کے احیائے موتٰی بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آچکے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد22صفحہ 88)

عبدالکریم کو شفا ہوئی

عبدالکریم ولد عبدالرحمن ساکن حیدرآباد دکن، مدرسہ قادیان میں زیرتعلیم تھا۔ اسے ایک دیوانہ کتے نے کاٹا۔ علاج کے لئے کسولی بھجوایا جہاں کتے کے کاٹنے کا علاج ہوتا تھا۔ پھر قادیان واپس آیا۔ اب اس بچے میں بھی دیوانگی کے آثار ظاہرہونے لگے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ ہوئی۔‘‘

ہر کوئی کہتا تھا کہ یہ اب مرجائے گا۔ بورڈنگ ہاؤس سے اسے نکال دیا گیا۔ کسولی دوبارہ رابطہ کرکے ڈاکٹرز سے مشورہ مانگا گیا۔ انہوں نے بذریعہ تار کہا Sorry nothing can be done for Abdul Karim یعنی عبدالکریم کے لئے اب کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر حضرت مسیح موعود کی دعاؤں سے یہ روبصحت ہوا اور لمبی عمر پائی۔

(روحانی خزائن جلد18 صفحہ480)

آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں کثرت قبولیت کا نشان دیا گیا ہوں۔کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کرسکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں 30 ہزار کے قریب قبول ہوچکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد13 صفحہ 497)

پُرنور روحانی چہرہ سے شناخت

حضرت مسیح موعودؑ اپنا کشف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے۔ اس میں مجذوب (جس میں محبت الٰہی کاجذبہ ہے) میری طرف آرہا ہے۔ جب میرے پاس پہنچا تو اس نے یہ پڑھا

عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی‘‘

(البدر)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’کوئی صاحب نور دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے اور جب وہ آتا ہے تو اس کی طرف مستعد روحیں کھنچی چلی آتی ہیں اور پاک فطرتیں خودبخود روبحق ہوتی جاتی ہیں اور جیسا کہ ہرگز ممکن نہیں کہ شمع کے روشن ہونے سے پروانہ اس طرف رخ نہ کرے ایسا ہی یہ بھی غیرممکن ہے کہ ہر وقت ظہورکسی صاحب نور کے صاحب فطرت سلیمہ کا اس کی طرف بارادت متوجہ نہ ہو‘‘

(روحانی خزائن جلد 1صفحہ646)

سینکڑوں لوگ اس نورانی مکھڑا کو دیکھ کر انوار ماموریت بھانپ گئے اور اس سے خود بھی نور لیا۔

جیسے حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: یہی مرزا ہے اور اس پر سارا ہی قربان ہوجاؤں۔

پھر فرمایا:

’’دیکھو خداتعالیٰ کا مامور ہمارے سامنے موجود ہے اور خود اس مجلس میں موجود ہے۔ ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار ہم سے پہلے گزرے جن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے پر انہیں یہ بات حاصل نہ ہوئی اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئیں گے جو یہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے۔ پر ان کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئے گا۔‘‘

حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ کی گواہی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’چہرہ دیکھتے ہی مجھے انہوں نے قبول کرلیا اور کمال انشراح سے میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے پر ایمان لائے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد21صفحہ 329)

آپ نے خود فرمایا: ’’میں نے ایسا پُرنور حسن کبھی بھی نہیں دیکھا‘‘

ابوسعید عرب نے بیان کیا۔

میں نے ایک دفعہ ایک چینی کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر پیش کی۔ وہ کچھ دیر دیکھتا رہا اور بولا یہ شخص کبھی جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔

پھر ابوسعید بیان کرتے ہیں میں نے دیگر بادشاہوں کی تصویریں پیش کیں۔ جنہیں وہ دیکھ کر خاموش رہا اور آپ کی تصویر کو دیکھ کر بار بار یہی کہتا یہ ہرگز جھوٹ بولنے والا نہیں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ ڈلہوزی پہاڑ پر جارہے تھے۔ راستے میں بارش نے آلیا۔ میرے ساتھی یکہ سے اتر کر ایک مکان کی طرف بڑھے کہ بارش سے بچاؤ ہو جائے۔ مالک مکان اور اس دوست میں تکرار ہو گئی اور وہ اندر جانے کی اجازت دینے کو تیار نہ تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ اس تکرار کو سن کر ذرا آگے بڑھے۔ مالک مکان کی نظر جونہی آپ پر پڑی فوراً سرنیچا کرلیا اور کہنے لگا کہ دراصل میری جوان بیٹی گھر میں ہے۔ ایک اجنبی کو میں اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔ آپ بے شک اندر آجائیں۔

مردان سے ایک شخص حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کی طب کا شہرہ سن کر قادیان آیا۔یہ شخص حضرت مسیح موعودؑ کا سخت ترین دشمن تھا۔اس شرط پر قادیان آیا کہ مرزا صاحب سے ملاقات نہ ہوگی۔ اس نے قادیان آکر اپنی رہائش کے لئے مکان بھی احمدیہ محلہ سے باہر لیا۔ علاج سے افاقہ ہوا۔ جب واپس جانے لگا تو کسی دوست نے اسے کہا کہ مسجد تو دیکھ جاؤ۔ یہ اس شرط پر راضی ہوا کہ نماز کا وقت نہ ہو تاکہ میں مرزا صاحب کو دیکھ نہ سکوں۔ چنانچہ اس دوست کو ایسے وقت مسجد لے جایا گیا جو نماز کا وقت نہ تھا۔ مگر قدرت خدا کا کرنا یہ ہوا جونہی یہ مسجد میں داخل ہوا حضور کھڑکی کھول کر اچانک مسجد آگئے۔

جب اس کی نظر حضور کے نورانی چہرہ پر پڑی وہ فوراً قدموں میں آگرا اور بیعت کرلی۔

کسی نے سچ کہا ہے:

’’فرشتہ صفت چہرہ سچائی کا مظہر ہوتا ہے‘‘

20 مارچ 2012ء کے اخبار روزنامہ جنگ لندن میں تازہ تحقیق یہ شائع ہوئی کہ انسان کے اندر کی حرکات کے انسانی چہرے پر آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔

ماہرین نفسیات نے مختلف ملکوں کے ٹیلی ویژن پر آنے والے 52 افراد کے چہروں کا باریک بینی سے تجزیہ کیا۔ ان میں سے نصف یعنی 26 جھوٹ اور 26 سچ بول رہے تھے۔ جھوٹ بولنے والے 26 لوگوں کو سزائیں بھی ہوئیں۔

پیشگوئی مصلح موعود

حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے تمام مذاہب کو یہ دعوت دی کہ تم میرے پاس قادیان آکر کچھ عرصہ رہو۔ اس دوران میرا خدا کی طرف سے ہونا آپ پر کھل جائے گا۔

اس پر قادیان کے آریہ ہندوؤں نے حضرت مسیح موعود سے درخواست کی کہ ہم جو آپ کے ہمسائے ہیں ایسا نشان دیکھنے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس مطالبہ پر آپ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوشیارپور جا کر عبادت اور دعاؤں میں منہمک ہوئے اور خداتعالیٰ سے نشان مانگا۔ 40 روز کی گریہ و زاری کے بعد خدا نے بشارت دی کہ

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو تیرے لئے مبارک کردیا۔“

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 647)

اس کے بعد عظیم الشان بیٹے کی پیدائش کی خبر دی اور اس کی صفات بیان کیں۔ جسے آپ نے 20 فروری 1886ء کو شائع فرمایا۔ 3 سال کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور 12 جنوری 1889ء کو یہ عظیم بیٹا آپ کے ہاں پیدا ہوا۔ جس کی 52 علامات اس پیشگوئی میں بیان ہوئی ہیں۔ اس عظیم شخص نے 51 سال سے زائد عرصہ جماعت کی قیادت کی۔

لیکھرام کی پیشگوئی کا پورا ہونا

حضرت مسیح موعودؑ نے 1885ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ دنیا کے تمام مذاہب کے رہنماؤں کو آسمانی بشارتوں کے تحت نشان نمائی کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک پنڈت لیکھرام نے قادیان میں 2 ماہ تک قیام کرکے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ مطالبہ کیا کہ

”رب العرش خیرالماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔“ (روحانی خزائن جلد12صفحہ115)

پنڈت لیکھرام، آنحضور ﷺ کو تو بُرا بھلا کہتا ہی تھا۔ اس نے پیشگوئی مصلح موعود کی تضحیک کرتے ہوئے گستاخانہ اشتہار دیا۔ حضرت مسیح موعود نے جب اس کے متعلق دعا کی تو خدا نے خبر دی۔ ”یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔“

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 563)

بعدازاں حضرت مسیح موعودؑ نے 20 فروری 1893ء سے 6 برس کے اندر اندر اس کے انجام کو پہنچنے کی پیشگوئی کی۔ حضور نے فارسی اشعار میں لکھا کہ خداتعالیٰ اس رذیل کیڑے کو خود جلا دے گا جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا دشمن ہے۔ خبردار اے نادان اور گمراہ دشمن! تو محمد ﷺ کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر۔

لیکن یہ بدبخت دشمن اسلام اپنی اسلام دشمنی میں آگے بڑھتا چلا گیا اور بالآخر 20 فروری 1893ء سے 4 سال ہی گزرے تھے کہ 5 مارچ 1897ء کو اپنے ہی مکان میں کسی نامعلوم شخص کے ہاتھوں قتل ہو کر انجام کو پہنچا۔ قاتل نہ پکڑا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو قتل کا مورد الزام ٹھہرایا گیا۔ مگر تحقیق کے بعد آپ بری ٹھہرے۔

یہاں یہ معلومات دینا بھی مفید ہوگا اور تائیدات الٰہیہ کا ایک نظارہ ہی ہے کہ لیکھرام کی نسل اور نام و نشان ختم ہوگیا۔ جبکہ اس کے مقابل پر ”اک سے ہزار ہوویں“ کی پیشگوئی کی جسمانی لحاظ سے تکمیل کا وقت آپہنچا ہے۔ روحانی لحاظ سے تو حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد اب 25 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود میں چونکہ ایک ایسے وجود کے آنے کی خبر تھی جو مصلح موعود کہلایا۔ جس کے مقابل پر آکر لیکھرام نے حضرت مسیح موعود کی نسل کے خاتمے کی پیشگوئی کروائی تھی۔ صرف حضرت مصلح موعودؓ کی جسمانی اولاد 450 سے تجاوز کرچکی ہے اور لیکھرام ختم ہوچکاہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا ... خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا ... وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

(روحانی خزائن جلد5 صفحہ 648)

ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی کی ہلاکت

اس کی ہلاکت بھی حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت اور صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

ڈاکٹر ڈوئی بھی لیکھرام کی طرح ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کا شدید دشمن تھا اور اسلام کو بدنام کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کرتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 8؍اگست 1902ء کو مباہلہ کو چیلنج دیا۔

”ڈوئی بار بار کہتا ہے کہ عنقریب یہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ بجز اس گروہ کے جو یسوع مسیح کی خدائی مانتا ہے۔ عیسائیوں کو چاہئے کہ وہ ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک ہونے سے بچ جائیں۔“

آپ نے لکھا کہ میں 70 برس کے قریب ہوں اور ڈوئی 50 سال کا جوان ہے۔ لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا۔ اب خدائی فیصلہ ہوگا۔ اگر ڈوئی بھاگ بھی گیا تو یقیناً سمجھو کہ اس کے صیہون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ ڈوئی نے اس چیلنج کو قبول کرنے سے احتراز کیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ مگر ڈوئی پر دباؤ بڑھنے لگا۔ اخباروں میں شور مچ گیا۔ بالآخر اس نے اپنے اخبار میں یوں لکھا۔

”ہندوستان میں ایک بیوقوف مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ میں مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں اگر میں ان پر پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مارڈالوں۔“

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 509)

خدا کی غیرت جوش میں آئی۔ یکم اکتوبر 1905ء کو اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ فالج کے دوسرے حملہ پر صیہون کو چھوڑ کر جزیرہ کی طرف چلا گیا۔ اس پر ناپاک، شرابی، کبابی تمباکو نوشی کے الزام لگے۔ عورتوں کا الزام بھی لگا۔ بیوی بچے چھوڑ گئے۔ جسم سے بُو آنے لگی۔ بے حد عدالتی کوششوں کے صیہون پر قبضہ واپس نہ لے سکا۔ واپسی پر صیہون میں کوئی آدمی استقبال کے لئے موجود نہ تھا۔ اس طرح وہ بڑے درد، دکھ اور حسرت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ اس نشان کے پورا ہونے پر فرماتے ہیں:

”اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہوسکتا ہے۔ وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے۔ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اورامریکہ اور یورپ سے کسی شخص کو ان کے ظہور کی خبر نہ تھی۔ لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا۔“

یہ ڈوئی معمولی آدمی نہ تھا۔ ملبورن چرچ میں منسٹر کے عہدے پر نامزد ہوا اور 1878ء میں انٹرنیشنل ہیلنگ ایسوسی ایشن بنا کر شہرت پائی۔ یعنی بیماروں کو شفا دے گا۔ 1896ء میں کرسچن کیتھولک چرچ کی بنیاد ڈالی اور 1901ء میں صیہون (زائن) شہر کی بنیاد ڈالی۔ اس کا انگریزی اخبار Leavs of Healing تھا۔

دیکھو! خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گم نام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا
میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

قاضی، حکم، بادشاہ

اب میں آخر پر ایک ایسی تائید الٰہیہ کے نظارے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو آج بھی ہم دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جنوری 1907ء میں یہ خبر دی گئی تھی کہ

”شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور 2 آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا ”وہ بادشاہ آیا“ دوسرے نے کہا کہ ”ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے“ فرمایا: قاضی حَکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔“

(بدر 10 جنوری 1907ء)

اس خبر کے مطابق آج ہمارے امام ہمام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی بادشاہ اور حکم ہیں۔ جو اس وقت 213 ممالک کی سلطانی کر رہے ہیں اور اس شجر خلافت کی شاخوں کے نیچے 25کروڑ طیور بسیرا کرتے ہیں۔ جو اس بادشاہ کا نورانی چہرہ دیکھنے اور اس کی زندگی بخش اور دل نواز آواز کو سننے کے لئے ہر وقت بیتاب رہتے ہیں۔ ہاں ہاں یہ روحانی پرندے ہر جمعہ کو اپنے پیارے امام کے السلام علیکم یعنی Live سلامتی وصول کرکے اس کا جواب دینے کے منتظر نظر آتے ہیں۔ 1907ء کا سال کیسا مبارک سال تھا کہ اس کے آغاز پر بادشاہ اور قاضی کے آنے کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی اور اسی سال کے آخر پر دسمبر 1907ء میں اِنِّی مَعَکَ یَامَسۡرُوۡرُ کا نعرہ بلند کرکے اس پیشگوئی اور خبر کی تائید کردی۔ جس کا نظارہ آج ہم ہمہ جہت کررہے ہیں اور ائمہ اہل بیت کی اس خبر کی تائید ہوتی دیکھتے ہیں۔

”دنیا کی تمام اقوام میں نداء بلند ہوگی جو مشرق و مغرب میں ہر شخص اپنی زبان میں سنے گا۔ ساری دنیا اس کی زیارت کرے گی۔ مشرق کے مومن، مغرب کے مومنین کو اور مغرب کے مومن، مشرق کے مومنین کو دیکھ سکیں گے۔

یہی وہ نمائندہ مسیح و مہدی ہے جو سُرَّمَنۡ رَّاٰی کے غار سے جلوہ گر ہو رہا ہے یعنی جو بھی اس برگزیدہ کو دیکھے گا وہ بھی مسرور ہو گا۔

ہاں یہ اپنی ذات میں مسرور اور دوسروں کو مسرور کرنے والا ایک غار میں چھپا بیٹھا تھا۔ نہ کبھی منظر عام پر آیا نہ کبھی تقریر کی۔ انتخاب کے وقت بیت الفضل کے مشرقی جانب سرجھکائے اس جگہ پر بیٹھا تھا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے جوتے اتار کر خدا کے گھر میں اپنا قدم رکھتے تھے۔

یہ مقام یا اس اعلیٰ مقام سے اطاعت اور وفا کے تعلق کو استوار کرنے کے لئے عاجزی اپنانی پڑتی ہے۔ حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا العالی لکھتی ہیں خلیفۃ المسیح کے فون کے وقت بھی جھک جایا کرتے تھے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ جب ناظر اعلیٰ تھے تو ہر جمعہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا Live خطبہ سننے اور امام وقت کی السلام علیکم کی صورت میں سلامتی وصول کرنے کے لئے ٹی وی کے سامنے باوضو ہو کر ایسے بیٹھ جاتے جیسے کسی بیت الذکر میں خطبہ جمعہ میں خطیب کے سامنے بیٹھا جاتا ہے اور آج اس کی طرف سے Live سلامتی کا ہم میں سے ہر ایک کو انتظار رہتا ہے۔ یہ سلامتی اسی طرح ہمارے لئے سلامتی بن سکتی ہے کہ ہم اس کی آواز پر لبیک کہیں۔ اللہ والے بن جائیں۔ یہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کا نمائندہ حضرت مسیح موعود کے توسط سے ہم سے مخاطب ہوتا ہے۔

آئیں! سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کا عزم کرکے اس کی پکار پر کان دھریں نمازی بن جائیں۔ قرآن پڑھ کر عمل کرنے والے ہوں۔ اپنے اعمال کو دینی بنالیں۔

تحریر: پروفیسر کے۔ کے۔ عزیز
ترجمہ: ڈاکٹر پرویز پروازی

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام ۔پاکستانی احمدی نوبیل لاریئٹ

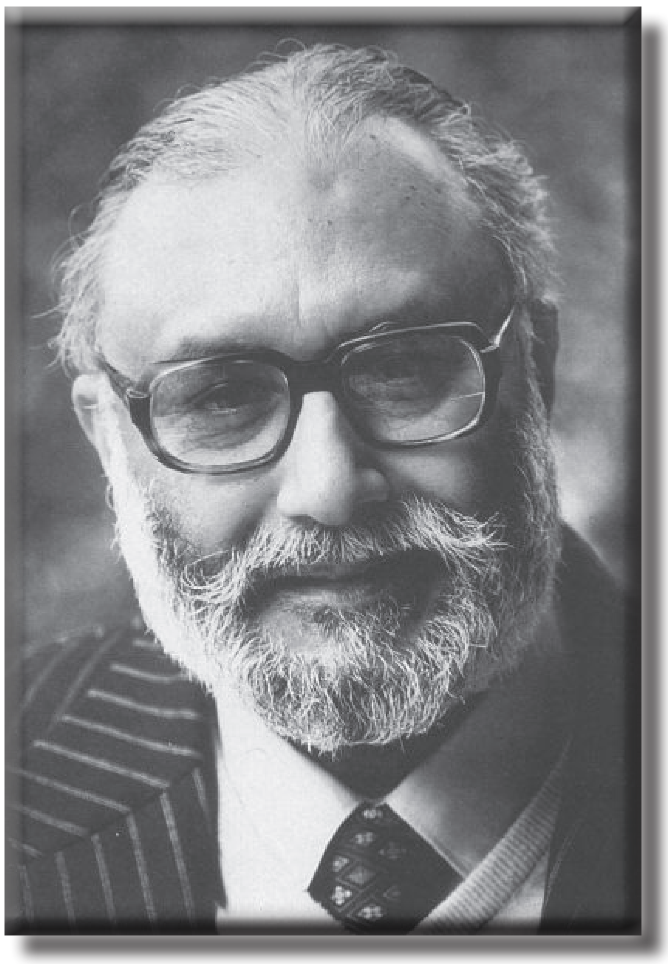

ماہر تعلیم پروفیسر کے کے عزیز نے ''لاہور کافی ہاؤس'' کے حوالہ سے 1942ء سے 1957ء تک کی اپنی یادیں مرتب کی ہیں۔ جنہیں سنگ میل پبلیکیشنز والوں نے 2008ء میں لاہور سے شائع کیا تھا۔ اس کتاب کا اسلوب احوال الرجال کا اسلوب ہے اور پروفیسر کے کے عزیز نے اس حوالہ سے اپنے ساتھیوں دوستوں اور جان پہچان کے لوگوں کا احوال بیان کیا ہے۔اس کتاب میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں لکھے گئے مضمون کو عام لوگوں کے استفادہ کے لئے اختصار کے ساتھ ترجمہ کر کے درج کیا جا رہا ہے۔

گورنمنٹ کالج کافی ہاؤس اور دیگر جگھوں پر میرے ساتھیوں میں ایک ہی نابغہ تھا اور وہ عبدالسلام تھا۔ سلام ، جھنگ کے ایک سکول ٹیچر چوہدری محمد حسین اور فیض اللہ چک نزد بٹالہ کی ہاجرہ کا بیٹا تھا۔ محمد حسین جاٹ تھے مگر ہاجرہ صاحبہ ککے زئی تھیں۔ میں جانتا ہوں کہ پرانے وقتوں سے فیض اللہ چک ککے زئیوں کا گاؤں تھا میری نانی بھی وہیں کی تھیں ۔

سلام 1926ء میں پیدا ہوا اور گورنمنٹ ہائی سکول اور گورنمنٹ انٹر میڈیٹ کالج جھنگ، گورنمنٹ کالج لاہور، سینٹ جان کالج کیمبرج میں تعلیم پائی۔ ہر امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کرنا اس کی عادت تھی۔ 1940ء میں وہ پنجاب یونیورسٹی کے میٹرک کے امتحان میں اول آیا اور 2سال بعد 1942ء میں ایف ایس سی کے امتحان میں بھی۔ 1942ء میں گورنمنٹ کالج میں حساب اے اور بی اور انگریزی آنرز میں داخل ہوا۔1944ء میں وہ گریجوایٹ ہوا تو تمام ممکنہ اعزازات اس کو حاصل تھے۔ اس نے حساب میں 300 میں سے 300 نمبر حاصل کئے تھے۔ اور انگریزی آنرز میں 150 میں سے 121۔وہ یونیورسٹی بھر میں اول تھا اور اس نے بی اے کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔ 1946ء میں اس نے حساب میں ایم اے کیا اور 600 میں سے 573نمبر حاصل کئے اور اول رہا۔

ستمبر 1946ء میں وہ پنجاب دیہی ویلفیئر فنڈ کے وظیفہ پر حساب پڑھنے کے لئے سینٹ جان کالج میں انڈر گریجوایٹ کے طو رپر داخل ہوا۔ ہندوستان میں اس کا ریکارڈ شاندار تھا تو کیمبرج میں اس کا ریکارڈ حیران کن رہا۔اس نے 1947ء کے حصہ اول اور 1948ء کے حصہ دوم میں اول پوزیشن حاصل کی اور پھر حساب چھوڑ کر فزکس کی طرف متوجہ ہوا۔ کیونکہ اس معیار پر پہنچ کر فزکس کے بغیر حساب سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس نے بے مثال کام کیا۔ یعنی فزکس کے حصہ اول اور حصہ دوم دونوں کا یکجا امتحان 1949ء میں یعنی ایک سال میں دیا اور اول رہا اور اپنے اساتذہ کو حیران کر دیا۔ پی ایچ ڈی کے لئے اس کے وظیفہ میں دو سال کی توسیع کی گئی حالانکہ تین سال کی توسیع ہونا چاہیئے تھی۔ وہ پاکستان آیا۔ امۃ الحفیظ سے شادی کی اور کیمبرج واپس چلا گیا تاکہ نظریاتی طبیعات میں اپنا پی ایچ ڈی کا کام جاری رکھ سکے۔ 1951ء کا سال اس کے لئے اپنی محنت کی فصل کاٹنے کا سال تھا۔ اس نے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ مکمل کر لیا ۔ لیکن یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق ضروری تھا کہ ہر امیدوار کم از کم تعلیمی میعادوں تک یونیورسٹی میں حاضر ہوتا رہاہو۔(اور سلام کا قیام تو کہیں کم تھا) اس لئے سلام کا م مکمل کر لینے کے باوجود اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل نہ کر سکا۔ سلام کو سمتھ پرائز دیا گیا اور اسے کالج کا فیلو بھی منتخب کر لیا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ اسے پرنسٹن یونیورسٹی کے انسٹیٹیوٹ آف ایڈوانس سٹڈیز کا فیلو بنایا گیا۔

اپنی ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے انتظار میں سلام لاہور واپس آگیا اور گورنمنٹ کالج لاہور پنجاب یونیورسٹی میں حساب کا پروفیسر اور صدر شعبہ بنا دیا گیا۔ 1952ء میں سلام واپس کیمبرج گیا اور زبانی امتحان کے بعد پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

1945ء کے فزکس میں نوبیل انعام یافتہ پروفیسر ولف گانگ کی پالی ، انڈین سائنس سوسائٹی کی دعوت پر بمبئی آئے۔ انہوں نے سلام کو تار دیا کہ اگر ممکن ہو تو وہ بمبئی جا کر ان سے ملے۔ سلام جو اپنے مضمون کے کسی اہم آدمی سے ملنے کے لئے خواہش رکھتا تھا فوراً بمبئی پہنچا۔ (اس زمانے میں ابھی ویزوں کا چکر نہیں تھا) واپس آتے ہی سلام کی جواب طلبی ہو گئی کہ وہ بغیر پیشگی اجازت کے بمبئی کیوں گیا تھا۔ سلام کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ یورپ کے ماحول میں کام کرنے کا عادی تھا۔ جہاں آنے جانے کی پوری آزادی میسر تھی۔ اسے پاکستانی نوکر شاہی کا تجربہ نہیں تھا اور یہاں کام کرتے ہوئے اسے تین مہینے ہی تو ہوئے تھے۔

پرنسپل نے ایسی مین میخ نکالی کہ سلام کو شبہ ہونے لگا کہ کہیں اسے نوکری سے برخواست ہی نہ کر دیا جائے۔ اس موقع پر ڈی پی آئی پروفیسر ایس ایم شریف آڑے آئے اور سفر کے اس عرصہ کو رخصت بلا تنخواہ شمار کر لیا گیا۔

جب سلام سینٹ جان کالج کا فیلو منتخب ہوا تھا تو اس نے یہ شرط لگائی تھی کہ اسے لاہور میں پڑھانے کی اجازت دی جائے گی اور وہ صرف لمبی تعطیلات کے زمانہ میں سینٹ جان میں آیا کرے گا۔ سینٹ جان والے اسے لینے کے اتنے مشتاق تھے کہ انہوں نے اس کی یہ شرائط مان لی تھیں۔ اس سے سلام کی گورنمنٹ کالج سے محبت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اس کی خاطر سینٹ جان کالج کی فیلو شپ کو بھی تج دینے کو تیار تھا۔ اب اس کالج میں اس کی اہانت اور ناقدری کی جا رہی تھی۔ اب اسے اپنے مستقبل کی خاطر کسی اور طرف دیکھنے پر مجبور کیا جا رہا تھا۔

قسمت کی بات دیکھئے کہ اسی سال یعنی 1953ء کے وسط میں سینٹ جان کالج میں لیکچرر شپ کی جگہ خالی ہوئی ۔ نکولس کیمر کو یونیورسٹی آف ایڈنبرا نے طبعی فلسفہ کی نایٹ پروفیسر شپ کی پیشکش کی۔ وہ سینٹ جان کالج میں سلام کے استاد رہ چکے تھے۔ اور ٹرینیٹی کالج کے فیلو تھے۔ اپنی جگہ پر کرنے کے لئے وہ سلام کو بلانا چاہتے تھے۔ انہیں اس بات کا اتنا خیال تھا کہ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر میاں افضل حسین کو لکھا کہ وہ سلام کو ان کی جگہ آنے پر آمادہ کریں ۔وائس چانسلر میاں افضل حسین کیمبرج سے واپس آنے کے بعد کے زمانہ یعنی 1946ء سے ہی سلام کے مداح تھے۔ میاں صاحب نے سلام کی پیدائش سے بھی کہیں پہلے کرائسٹ کالج میں طبعی سائنس میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔سلام میاں صاحب کا بہت مداح تھا۔ جب اس نے ان سے رہنمائی چاہی تو انہوں نے اسے کیمبرج جانے اور لیکچرر شپ قبول کرنے کا مشورہ دیا۔سلام کو گورنمنٹ کالج او رپاکستان سے بے پناہ تعلق تھا ۔ اس لئے وہ اپنی مادر علمی سے رابطہ منقطع کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر ایس ایم شریف درمیان میں آئے اور ایسا حل پیش کیا جو سلام کے لئے قابل قبول تھا۔انہیں سینٹ جان کالج میں غیر معینہ مدت کے لئے ڈیپوٹیشن پر بھیجا گیا اور انہیں اس دوران 18روپے ماہانہ ڈیپوٹیشن الاؤنس دیا گیا۔ 1954ء کی پہلی جنوری کو سلام نے اپنی لیکچرر شپ کا چارج سنبھال لیا۔ اس طرح میرا ان سے روزانہ کا رابطہ ٹوٹ گیا مگر یہ انقطاع مستقل انقطاع نہیں تھا ۔سلام سینٹ جان کالج میں تین سال ٹھہرا اور یکم جنوری 1957ء کو امپیریل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں پروفیسر شپ پر فائز ہوا۔ اس وقت سلام کی عمر 31 سال تھی۔ اور وہ برٹش کامن ویلتھ کا سب سے کم عمر پروفیسر تھا۔ اس پروفیسر شپ سے سلام 1993ء میں عدم صحت کی بناء پر ریٹائر ہوا۔

گورنمنٹ کالج سے جانے سے لے کر وفات تک سلام نے حیرت انگیز ترقیات حاصل کیں۔ سینٹ جان کالج میں سلام نے بین الاقوامی معیار کے رسائل میں اپنے تحقیقاتی مضامین شائع کروائے۔ 1955ء میں اقوام متحدہ کے ایٹم برائے امن جنیوا کے ادارہ کے پہلے سائنٹیفک سیکرٹری کے طور پر ان کے مضامین نے بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ امپیریل کالج میں ان کی تدریس اور تحقیق نے دنیا بھر کے چنیدہ سائنسدانوں کی توجہ حاصل کی۔ 1961ء سے 1974ء تک وہ صدر پاکستان کے سائنسی مشیر رہے۔ 1964ء میں انہوں نے ٹریسٹے اٹلی انٹرنیشنل سنٹر فار تھیور یٹیکل فزکس قائم کیا اور 1964ء سے 1994ء تک اس کے ڈائریکٹر اور 1994ء سے 1996ء تک اس کے صدر رہے۔ وہ 1983ء سے 1996ء تک تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز کے صدر رہے۔ انہیں 1979ء میں فزکس

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline Face book:alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 0044 79 5161 4020 0044 74 9378 5065 اپنے مضامین،آرٹیکلز،نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

کا نوبیل پرائز ملا۔ 1957ء میں انہیں یہ انعام ملتے ملتے رہ گیا تھا۔ نوبیل پرائز ملنے کی اطلاع پاتے ہی انڈیا کی حکومت اور سائنسی اداروں نے انہیں اپنے ملک کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ حکومت پاکستان کو اس بات کا خیال تک نہ تھا تاآنکہ پاکستان کے ہائی کمشنر نے انہیں انڈیا کی دعوت کا بتایا تب جا کر پاکستان کی حکومت نے انہیں اپنے ملک کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ سلام نے انڈیا جانے سے پہلے پاکستان آنے کا فیصلہ کیا۔

دسمبر 1979ء میں جب وہ لاہور پشاور اسلام آباد پہنچے تو ان کی پذیرائی کے لئے صدر اور گورنرز کے ملٹری سیکرٹری جیسے کم مرتبہ لوگ بھیجے گئے۔ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کی کانووکیشن اس لئے یونیورسٹی میں منعقد نہ کی جا سکی کہ اسلامی جمعیت نے گڑبڑ کرنے کی دھمکی دی تھی۔ اس لئے اس کانووکیشن کا مقام نیشنل اسمبلی ہال کو بنایا گیا۔ لاہور میں ان کا لیکچر جو نیو کیمپس میں ہونا تھا اس کے لئے یونیورسٹی سینٹ ہال میں منتقل کر دیا گیا کیونکہ ایک روز پہلے چند مخالف گروہوں نے مظاہرہ کیا تھا اور سلام کو قتل کرنے کی دھمکی دی تھی۔ پنجاب یونیورسٹی نے انہیں کوئی ڈگری دینے سے انکار کر دیا تھا ۔ گورنمنٹ کالج نے انہیں اپنے ہاں مدعو تک نہ کیا۔

ایک سال بعد جب سلام انڈیا گئے تو پانچ یونیورسٹیوں نے انہیں ڈگریاں دیں ۔ 1952ء کو گورونانک دیو یونیورسٹی نے انہیں کانووکیشن سے خطاب کرنے کی دعوت دی جہاں سلام نے ٹھیٹھ پنجابی میں خطاب کیا۔ سلام کی درخواست پر ان کے جھنگ اورلاہور کے چار اساتذہ کو امر تسر بلایا گیا۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے انہیں اپنے گھر بلایا اور ان کے لئے اپنے ہاتھ سے کافی بنائی اور سارا وقت ان کے چرنوں میں بیٹھی رہیں ۔ کہا کہ وہ عظیم مہمانوں کی اس طرح پذیر ائی کیا کرتی ہیں ۔بعد میں جب سلام لاطینی امریکہ کے دورہ پر گئے تو برازیل سمیت ان ملکوں کے سربراہان ان کے استقبال کے لئے آتے رہے۔

1986ء میں یونیسکو کے سربراہ کی جگہ خالی ہوئی۔ اس عہدہ کے لئے نامزدگی متعلقہ اُمیدوار کے وطن کی حکومتیں کرتی تھیں۔پوری توقع تھی کہ سلام منتخب ہو جائیں گے مگر حکومت پاکستان نے ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل یعقوب خان کو نامزد کر دیا۔ جنہیں صرف ایک ووٹ ملا۔ برطانیہ اوراٹلی دونوں ملکوں نے سلام سے کہا کہ اگر وہ ان کی شہریت قبول کر لیں تو وہ انہیں نامزد کرنے کو تیار ہیں ۔مگر سلام کو یہ گوارا نہ ہوا۔ مجلس انتخاب کی ایک فرانسیسی رکن کو جب حکومت پاکستان کے نامزد فرد کو ووٹ دینے کو کہا گیا تو اس نے جواب دیا کہ کوئی جرنیل میری لاش پر سے گزر کر ہی یونیسکو کی سربراہی کر سکتا ہے۔

سلام 21نومبر 1996ء کو آکسفورڈ کے مقام پر اعزازات سے لدا پھندا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ ان کے بھائی نے جو لاہور میں مقیم تھے حکومت پاکستان سے استفسار کیا کہ کیا حکومت سلام صاحب کے جنازہ کو سرکاری پروٹوکول دے گی؟ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ 25نومبر 1996ء کو دن کے گیارہ بجے انہیں ربوہ میں ان کی ماں کے قدموں میں دفن کر دیا گیا۔

(ہفت روزہ لاہور 12جولائی 2008ء)

سمارٹ فون اوراس کے بڑھتے ہوئے نقصانات

لغویات میں شامل اس ڈیوائس کی وجہ سے گھروں میں عبادات سے دوری، بے برکتی،لاتعلقی اور فتنہ وفساد کی فضا پیدا ہورہی ہے

طاہرہ زرتشت ناز ۔ناروے

ہم سب جانتے ہیں کہ بے شمار ویڈیوز اور آڈیوز واٹس ایپ پر گردش کرتی رہتی ہیں اور بعض تو اس قدر فضول اور لغو ہوتی ہیں کہ دل کو صدمہ ہوتا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ایسی ہی ایک وڈیو نظر سے گزری جسے دیکھ کرسخت تکلیف ہوئی کہ کم از کم ہم احمدیوں کو تو احتیاط کرنی چاہیئے جن کی تعلیم و تربیت پر اس قدر توجہ دی جاتی ہے کہ شائذ ہی کہیں دوسری جگہ اس کی مثال مل سکے۔

دیگر روز مرہ کے جماعتی تربیتی پروگراموں کے علاوہ ہر ہفتہ پیارےآقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہماری رہنمائی فرماتے اور ہمیں قرآنی تعلیمات کے علاوہ آنحضرتﷺ کی تعلیمات اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کےروحانی مائدہ سے بھی مستفید فرماتے ہیں ۔کم از کم ہم احمدیوں کو تو ان برائیوں سے اپنا دامن پاک رکھنا چاہیئے۔

ایسی ویڈیوز میں خاوند اور بیوی کی طنز و مزاح کے رنگ میں نہ صرف توہین کی جاتی ہے بلکہ کردار کشی بھی کی جاتی ہے۔لطیفوں کا انداز بھی سلجھا ہواہوناچاہیئے۔ ہم جو کچھ دیکھتے سنتے یا پڑھتے ہیں ، ہمارے دل و دماغ پر اس کا لا شعوری طورپر اثر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا رشتہ نہایت پیارااور مقدس بنایا ہےاور اس میں ایک دوسرے کی عزت و احترام کو لازمی قرار دیا ہے۔ اگر دیکھا جائے توجیون ساتھی ایک سایہ دار درخت کی مانند ہے۔ جس کے سائے تلے بیوی بچے آرام پاتے َہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض جگہ پر صورتِ حال مختلف بھی ہو ۔مگر پھر بھی ایک دوسرے کی عزت واحترام ہر دو پر واجب ہے۔ آج ہماری فیملی لائف بھی دیگر قوموں کی طرح متاثر ہوتی دکھائی دے رہی ہےاور اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے کےجذبات اور احترام کاخیال نہیں رکھا جاتا۔ اس سے آہستہ آہستہ سارا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ہمیں ایسی وڈیوز یا ایسے لطیفوں یا ایسی تحریروں کو ردّ کر دینا چاہیئےجن سے کسی بھی رشتے کی توہین ہوتی ہو اور بھیجنے والوں کی بھی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے۔اس سے ہمارے بچوں ، ہمارے گھروں اور خاندانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے مگر کسی کو چنداں اس کا احساس تک نہیں ہے۔

ان نئی ایجادات کے فوائد بھی ہیں جس پرایک الگ مضمون لکھا جا سکتاہے۔اس کاغلط اور بے دریغ استعمال ضرر رساں ہے ۔

آج کل موبائل فون ہماری زندگی میں اس قدر اہمیت اختیار کر گیا ہے اور اس نے انسان کو اپنے شکنجے میں یوں جکڑ رکھا ہے کہ اس کے بغیر ہمیں اپنی زندگیاں ادھوری معلوم ہوتی ہیں ۔ سوشل میڈیا میں اس وقت واٹس ایپ اور اس جیسی دیگر ایپس کی وجہ سے جو اخلاقی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ بلاشبہ اس کی وجہ سے ہم نہ صرف اسلامی اخلاق و اقدار سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔بلکہ اس سے ہمارا ذاتی ، قومی کردار اور تشخص بھی تباہ ہورہا ہے۔ ہم اپنے ہی گھر میں بیٹھے اپنے گھرسے دور بعض ایسے لوگوں سے روابط بحال کئے ہوئے ہیں جن سے نہ تو ہمارا کوئی خونی رشتہ ہے اور نہ ہی کوئی قریبی تعلق ہے۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو ہماری محبت اور توجہ، اور پیار کے حقیقی طلبگار اور مستحق ہیں وہ ہمارے قریب ہونے کے باوجود ہماری توجہ اور پیار سے محروم ہیں جن کے حقوق خدا تعالیٰ نے خود مقرّر فرمائے ہیں جن کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا ۔ ہم ان سے غافل ہوچکے ہیں۔ اور بعض گھروں کی تو یہ صورت حال ہے کہ انہیں اپنے گھر میں ہونے والے معاملات سے بالکل آگاہی نہیں ہوتی ۔ مگر اپنے گھر سے باہر کی ہر خبر کو جانتااور آگے فارورڈ کرنااان کے لئے از حد ضروری ہوتا ہے۔ گھر میں والدین ، بیوی ، بچے ،خاوند سب اس موبائل فون اور واٹس ایپ کی وجہ سے ایک دوسرے کی توجہ سے محروم ہیں ۔ عبادتوں کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے۔ جو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہیں ۔ گھروں میں بےبرکتی اور لاتعلقی کی صورت ظاہر ہورہی ہےاور اکثرگھروں میں اسی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہے۔ شکوک و شبہات ، بد ظنی ، فحاشی اور بے راہروی نے گھروں کا سکون تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ باوجود یہ کہ دنیا اس وقت نہایت مشکل اور خوفناک حالات سے دو چار ہےاور دیکھا جائےتو ہر انسان کسی نہ کسی طور پر اس سے متاثر ہے۔ مگر نہ تو غور وفکر کے لئےوقت ہےاور نہ ہی استغفار اور دعاؤں کے لئے وقت ہے ۔ عبادتوں میں بھی غفلت کا موجب بن رہے ہیں۔

اس عاجزکے خیال میں موبائل فون کی شکل میں شیطان نے جو نقصان آدم و حوا کی اولاد کو پہنچایا ہے شاید ہی اس سے پہلے کبھی پہنچایا ہو۔گھر ٹوٹ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے وقت نہیں ہے۔ باہم شکوے شکایات جنم لے رہے ہیں۔ رشتوں میں دوریاں پیدا ہورہی ہیں ۔ اس کے علاوہ بھی اس کے فوائد کی نسبت نقصانات کہیں زیادہ ہیں۔ اور اس کے جائز استعمال کے لئے ہر گھر میں کچھ قاعدے اور قوانین وضع ہونے از حد ضروری ہیں ۔

اس پر کچھ پابندیاں ہونی چاہئے اور پابندی ہر شخص کو خود لگانا ہوگی۔اپنے رشتے اور تعلق، اپنے منصب، اپنے مقام کو پہچانتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی ہماری کامیاب معاشرتی زندگی کے لئے نہایت اہم ہے۔ جو فون کے غیر ضروری استعمال کی وجہ سے بلا شبہ متاثر ہو رہی ہے۔ اب یہ فیصلہ ہم میں سے ہر ایک نے ازخود کرنا ہے کہ ہمارے لئے اپنے خدا کو راضی رکھنااور پوری توجہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا زیادہ اہم ہے ؟ یا واٹس ایپ اور فون کے دیگر بے مقصداور لغو ایپس پر بے جا وقت ضائع کرنا!

خدا تعالیٰ نےان ایجادات کا انتظام ہماری بہتری اور ترقی کے لئے کیا ہے مثال کے طور پر بجلی ہی کو لے لیجئے۔ کیا ہم اس کے ننگے تار ہاتھ میں لے سکتے ہیں! ہر گز نہیں ! چند سیکنڈ میں ہی یہ ہمیں جلا کر خاکستر کر دے گی مگر اسی بجلی کا استعمال جب بہترین اور محتاط صورت میں کیا جاتا ہے تویہ شہروں بلکہ ملکوں کو روشن کردیتی ہے۔ ہر طرح سے آرام و راحت پہنچاتی ہے۔ہمارا اس پر کنڑول ہے اور ہم اس سے بے شمار فوائد اٹھاتے ہیں ۔ خیال اس بات کا رکھنا ہےکہ نئی ایجادات پر ہمارا کنڑول رہے۔ یہ بے لگام گھوڑے کی طرح نہ ہوں بلکہ اس کی لگام ہم مضبوطی سے تھام کر رکھیں کہیں یہ بے قابو ہو کر ہمیں جہاں مرضی لے جا کرمنہ کے بل نہ گرا دے۔

خدا کرے کہ ہم اس سے عظیم الشان ترقی کی منازل طے کریں اور دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں۔

*****